

شیخ صدوق

<?xml encoding="UTF-8">

محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی (305.381 هـ)، شیخ صدوق کے نام سے معروف چوتھی صدی ہجری کے شیعہ علماء میں سے تھے۔

آپ کا شمار شہر مقدس قم کے مایہ ناز محدثوں میں ہوتا ہے اور تقریباً 300 سے زائد علمی آثار کی آپ کی طرف نسبت دی جاتی ہے جن میں سے اکثر آج ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ کتاب من لایحضرہ الفقیہ شیعوں کی معتبر ترین کتب اربعہ میں سے ایک ہے جو آپ کے دست مبارک سے لکھی گئی ہے۔ ان کے دیگر علمی آثار میں معانی الاخبار، عیون الاخبار، الخصال، علل الشرائع و صفات الشیعہ کا نام نمایاں طور پر لیا جا سکتا ہے۔ ان کے مشہور ترین شاگردوں میں سید مرتضیٰ، شیخ مفید اور تلکبری شامل ہیں۔ شیخ صدوق ایران کے ایک تاریخی شہر، شہر ری جو تہران کا جڑواں شہر ہے، میں مدفون ہیں۔

حسب و نسب

شیخ صدوق کے والد گرامی علی بن حسین اپنے زمانے کے مشایخ، ثقہ (مورد اعتماد)، فقیہ اور شہر مقدس قم کے مراجع میں سے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کے زمانے میں مایہ ناز علماء اور محدثین کی کثیر تعداد شہر قم میں موجود تھے لیکن آپ کو ان سب میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ اتنے علمی مقام اور جہان تشیع کے مرجع تقلید ہونے کی باوجود آپ قم میں ایک چھوٹے سے دکان پر نہایت سادگی، پاکدامنی اور قناعت کی زندگی گزارتے تھے۔ آپ نے علم کے مختلف شعبوں میں کتابیں اور مقالہ جات تحریر فرمایا ہے جنہیں شیخ طوسی اور نجاشی نے ذکر کیا ہے۔ ابن ندیم اپنی کتاب الفہرست میں کہتا ہے: "کسی کتاب کی جلد پر میں نے دیکھا کہ ان کے بیٹے اپنے قلم سے لکھا تھا کہ میرے والد گرامی کی کتابیں جو 200 عدد ہیں اور میری اپنی کتابیں جو 18 عدد ہیں، کو میں نے فلان ابن فلان کو پڑھنے کی اجازت دی ہے"۔ [1]

ولادت

شیخ صدوق کی دقیق تاریخ ولادت معلوم نہیں ہے لیکن جو چیز آپ کی کتاب کمال الدین و تمام النعمہ اور شیخ طوسی کی کتاب غیبت اور نجاشی کی الفہرست سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ امام زمانہ (عج) کے دوسرے نائب خاص محمد بن عثمان عَمری کی رحلت اور امام کے تیسرے نائب خاص حسین بن روح کے نیابت کے ابتدائی سالوں میں متولد ہوئے ہیں۔

خود شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بن اسود سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد گرامی علی بن حسین بن موسی بن بابویہ (جنہیں صدوق اول بھی کہا جاتا ہے) محمد بن عثمان عَمری (دوسرا نائب خاص امام زمانہ) کی رحلت کے بعد ابوجعفر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حسین بن روح نوبختی (تیسرا نائب خاص امام زمانہ) سے کہہ دیں کہ امام زمانہ (عج) سے دعا کی درخواست کریں کہ خدا مجھے کوئی بیٹا عطا کرے۔ ابوجعفر کہتا ہے کہ میں نے ان کی درخواست حسین بن روح تک پہنچائی۔ تین دن کے بعد حسین بن روح نے مجھ سے کہا کہ امام زمانہ (عج) نے علی بن حسن (شیخ صدوق کے والد گرامی) کیلئے دعا کیا ہے اور انشاء اللہ خدا ان کو ایک بیٹا عنایت کرے گا۔ او خدا اس بیٹے کے ذریعے ان کو دنیا اور آخرت میں نفع حاصل ہو گا۔ [2]۔

شیخ طوسی نے اس داستان کو مزید تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے:

میں نے قم کے بعض مشایخ سے سنا کہ شیخ صدوق کے والد گرامی کیلئے ان کی پہلی بیوی جو اس بزرگ کی چچا زاد بہن لگتی تھی، سے کوئی بچہ نہیں ہوا تھا اسلئے انہوں نے ابوالقاسم حسین بن روح کیلئے ایک عریضہ لکھا جس میں امام زمانہ سے ان کیلئے بیٹے کی دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ امام (عج) کی طرف سے جواب آیا کہ اس بیوی سے آپ کو کوئی بچہ نہیں ہو گا اور عنقریب ایک دیلمی کنیز آپ کی ملکیت میں آئیگی جس سے آپ کو ایک بیٹا عطا کرے گا جو اپنے زمانے میں بلند پائے کا فقیہ ہوگا۔ [3]

یوں واضح ہوتا ہے کہ شیخ صدوق کی ولادت سنہ 305 ہجری قمری کے بعد امام زمانہ کے دعا کی بدولت ہوئی ہے اور اسی وجہ سے وہ اور انکے بھائی حسین اس بات پر فخر کرتے تھے۔ [4]

زندگی

شیخ صدوق نے قم میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ 20 سال زندگی کی اور اپنے والد اور دیگر علماء سے اس عرصے میں کسب فیض کیا اس کے بعد شہر ری کے مکینوں کی درخواست پر وہاں چلے گئے۔ شہر ری میں باوجود اس کے کہ وہ جوانی کی عمر میں تھے لیکن ان کی چرچے چاروں طرف پھیلنے لگے۔ وہاں پر کچھ مدت رہنے کے بعد وہاں کے والی کی اجازت سے امام رضا (ع) کی زیارت کی غرض سے مشہد مقدس کی طرف سفر پر نکل پڑے اور وہاں سے واپسی پر نیشاپور میں ساکن ہوئے اور وہاں کے بزرگوں نے ان سے کسب فیض کرنا شروع کیا۔ یوں انہوں نے قم سے جانے کے بعد شہر ری، استرآباد، جرجان، نیشاپور، مشہد، مروڑ، سرخس، ایلاق، سمرقند، فرغانہ، بلخ، ماوراء النہر، ہمدان، بغداد، کوفہ، فید، مکہ اور مدینہ کی طرف مسافرت کی۔ [5]

وفات

شیخ صدوق سنہ 381 ہجری قمری کو 70 سال کی عمر میں شہر ری میں وفات پائی اور وہیں پر دفن ہوئے۔ ان کی قبر آج شہر ری میں موجود قبرستان ابن بابویہ نامی قبرستان میں موجود ہے جہاں زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔ سنہ 1238 ہجری شمسی کو سیلاب کی وجہ سے ان کی قبر میں شگاف پڑ گیا تھا اور کئی صدیاں گزرنے کے بعد بھی انکی لاش صحیح و سالم دیکھ کر لوگوں کی حیرت کا باعث بن گئی اس کے بعد فتح علی شاہ قاجار کے زمانے میں ان کے قبر کی تعمیر و توسیع ہوئی۔ [6]

علمی کارنامے

علم رجال کے ماہرین کی ان کے بارے میں سفارش

شیخ طوسی فرماتے ہیں: "محمد بن علی بن حسین، حافظ احادیث، فقہ اور رجال سے آگاہ اور حدیث شناس تھے۔ حفظ اور کثرت علم میں قمری علماء میں ان کی مثال نہیں ملتی ہے۔"

نجاشی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

ہمارے شیخ اور فقیہ جب بغداد میں آئے تو باوجود اس کے کہ وہ کم سن تھے لیکن اس وقت کے علماء اور فقہاء ان سے حدیث سنتے تھے۔ [7]

آپ کے اساتید

شیخ صدوق نے مختلف شہروں کے مختلف حفاظ اور بزرگان سے کسب فیض کیا یہاں تک کہ ان کی تعداد 260 تک پہنچتی ہیں۔ [8] ان کے بعض اساتید کے نام درج ذیل ہیں:

علی بن ابراہیم قمری [9]

ابو الحسن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن علی بن علی بن ابی

طالب(ع) [10]

اپنے والد گرامی علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی[11]

ابن ولید قمی، قم والوں کے فقیہ اور مرجع۔[12]

محمد بن موسی بن متوکل[13]

ان کے شاگرد

شیخ صدوق چونکہ جوانی کی عمر سے ہی احادیث کی نشر و اشاعت میں مشغول تھے اسلئے ان سے احادیث نقل کرنے والے راویوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے لیکن بعد کتابوں جیسے تاریخ ری اثر شیخ منتجب الدین، رجال الشیعہ اثر ابن بطریق و شیوخ الشیعہ تالیف علی بن حکم، کے محو ہونے کی وجہ سے بعض راویوں کے اسماء مکمل طور پر ہمارے اختیار میں نہیں ہیں جن تعداد سے ہم آج آشنا ہیں انکی تعداد 27 نفر تک پہنچتی ہیں: [14]

ابو العباس احمد بن علی بن محمد بن عباس بن نوح

ابو الحسن احمد بن محمد بن تربک الرہاوی

ابو محمد احمد بن محمد معمری

جعفر بن احمد بن علی ابو محمد قمی

جعفر بن احمد مریسی

ابو الحسن جعفر بن حسن بن حسکہ قمی

ابو محمد حسن بن احمد بن محمد بن ہیثم عجلی رازی

حسن بن حسین علی بن بابویہ

حسن بن عنیس بن مسعود بن سالم بن محمد بن شریک ابو محمد مرافقی

ابو علی حسن بن محمد بن حسن شیبانی قمی، تاریخ قم کے مصنف۔

ابو عبداللہ حسین بن عیداللہ بن ابراہیم غضائری

ابو عبداللہ حسین بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی، ان کے بھائی۔

عبد الصمد بن محمد تمیمی

علی بن احمد بن عباس نجاشی، احمد بن علی نجاشی کے والد۔

سید ابو البرکات علی بن حسین جوزی حلی حسینی

سید مرتضی علم الہدی ذوالمجدین

ابو القاسم علی بن حسین بن موسی

ابو القاسم علی بن محمد بن علی خزاز

ابو القاسم علی بن محمد مقری

محمد بن احمد بن عباس بن فاخر دوریستی

ابوبکر محمد بن احمد بن علی

ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان قمی

محمد بن جعفر بن محمد قصار رازی

ابو جعفر محمد بن حسن بن اسحاق بن حسین بن اسحاق بن موسی بن جعفر(ع)

الشيخ الصدوق، من لايحضره الفقيه، التحقيق: علي اكبر غفاري، قم: جامعة المدرسين، الطبعة الثانية، ١٤٠٢ق.

شيخ صدوق، معانى الاخبار، التصحيح: على اكبر الغفارى، قم، انتشارات اسلامى، ١٣٦١ش.
الطوسى، محمد بن الحسن، الفهرست، محقق: جواد القيوومى، بى جا: مؤسسة نشر الفقاهة، ١٣١٢ق.
نجاشى، احمد بن على، رجال النجاشى، قم: مؤسسة النشر الاسلامى، ١٣٦٥شزمره جات